خطبۂ جمعہ

بتاریخ 10 صفر 1448ھ بمطابق 24 جولائی 2026ء

التَّوَكُّلُ وَالتَّفَاؤُلُ زَمَنَ الْفِتَنِ وَالْقَلَاقِلِ

فتنوں اور آزمائشوں کے دور میں توکل اور پُرامیدی

تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے سزاوار ہیں جو الوہیت اور بقا میں یکتا ہے، اور جو شکر اور حمد و ثنا کا حقیقی مستحق ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور وہی صاحبِ عزت و کبریا ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، جو تمام نوعِ انسانی میں سب سے افضل اور تمام انبیاء و رسل میں سب سے پاکیزہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمتیں نازل ہوں آپ ﷺ پر، آپ کی پاکیزہ آل پر، آپ کے نیک اور متقی صحابہ کرام پر، اور روزِ قیامت تک اخلاص و احسان کے ساتھ ان کے نقشِ قدم پر چلنے والوں پر

حمد و صلوۃ کے بعد: اے ایمانی بھائیو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اپنے دلوں کو قضائے الٰہی پر رضامندی اور مالکِ روزِ جزا پر حسنِ ظن سے سرشار کرلو۔ یقین جانو، جس نے اپنے رب اور آقا سے امیدیں وابستہ کرلیں وہ کبھی نامراد نہیں ہوا، اور جس نے اس کی بارگاہ میں پناہ لے لی وہ کبھی شکست سے دوچار نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: {وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا إِلَى قَوْمِهِمْ فَجَاءُوهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِينَ أَجْرَمُوا وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ} [الروم: 47] "اور بے شک ہم نے آپ سے پہلے بھی رسولوں کو ان کی قوموں کی طرف بھیجا، وہ ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے۔ پھر ہم نے ان لوگوں سے انتقام لیا جنھوں نے جرم کیا تھا، اور مومنوں کی مدد کرنا ہم پر حق تھا۔"

برادرانِ اسلام! یہ ایک حقیقت ہے کہ زندگی ہمیشہ ایک جیسی نہیں رہتی، اس میں اچھائی اور برائی، خوشحالی اور تنگی کے دور آتے رہتے ہیں۔ حالات بدلتے رہتے ہیں: کبھی کشادگی ہے تو کبھی تنگی، کبھی خوشی ہے تو کبھی غم۔

اور اس دنیا کی زندگی میں مصیبتیں، دکھ درد اور آزمائشیں تو آنی ہی ہیں۔؛ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: {وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ} [البقرة: 155] "اور ہم ضرور تمہیں خوف اور بھوک، اور مالوں، جانوں اور پھلوں کے نقصان میں سے کسی نہ کسی چیز کے ساتھ آزمائیں گے، اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجیے۔"

جب سے اللہ نے اس دنیا کو پیدا کیا ہے، یہ کبھی ایک حال پر قائم نہیں رہتی، بلکہ لوگوں کو مختلف راہوں پر پلٹتی رہتی ہے۔ جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے:

ثَمَانِيَةٌ تَجْرِي عَلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ وَلَا بُدَّ لِلْإِنْسَانِ يَلْقَى الثَّمَانِيَهْ
سُرُورٌ وَحُزْنٌ وَاجْتِمَاعٌ وَفُرْقَةٌ وَيُسْرٌ وَعُسْرٌ ثُمَّ سَقَمٌ وَعَافِيَهْ

"آٹھ چیزیں ہیں جو تمام لوگوں پر گزرتی ہیں، اور انسان کے لیے ان آٹھ کا سامنا کرنا ناگزیر ہے: خوشی اور غم، ملن اور جدائی، آسانی اور تنگی، پھر بیماری اور تندرستی۔"

اور یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ آج ہم غیر معمولی حالات اور استثنائی صورتحال میں زندگی گزار رہے ہیں۔ جنگ ایک ناپسندیدہ اور مذموم عمل ہے، جس کی طرف صرف انتہائی مجبوری کے تحت ہی قدم بڑھایا جاتا ہے؛ تاکہ دین، جان اور مال کا تحفظ کیا جاسکے، اور عزتوں اور وطن کی حفاظت کی جاسکے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: أَيُّهَا النَّاسُ لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ، وَسَلُوا اللَّهَ الْعَافِيَةَ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا، وَاعْلَمُوا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ» [مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ] "اے لوگو! دشمن سے مڈبھیڑ کی تمنا نہ کرو، اور اللہ سے عافیت مانگو، لیکن جب تمہارا ان سے سامنا ہو جائے تو ثابت قدم رہو، اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔"

ان حالات میں انسان اس بات سے محفوظ نہیں رہ سکتا کہ اس کے اندر کچھ مایوسی در آئے۔ وہ مایوسی جو ارادوں کو پست کر دیتی ہے، مردوں کو شکست دے دیتی ہے، احساسات کو جھنجھوڑ دیتی ہے اور امیدوں کو چکنا چور کر دیتی ہے۔ ان بوجھوں کو دور کرنے کے لیے ہمیں پر امیدی کی کس قدر سخت ضرورت ہے!

برادرانِ اسلام! بے شک جو شخص نبی کریم ﷺ کی سیرت و ہدایت پر غور کرتا ہے، وہ دیکھتا ہے کہ آپ ﷺ پر امیدی کے کتنے حریص تھے۔ آپ ﷺ خوف کے موقع پر خوشخبری سناتے تھے، اور مایوسی و ناامیدی کے مقام پر امید کا دامن پھیلاتے تھے؛ تاکہ دل مایوسی اور پژمردگی کا شکار نہ ہوں۔ صحیح بخاری کی روایت ہے، حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ خانہ کعبہ کے سائے میں اپنی چادر کا تکیہ بنائے لیٹے ہوئے تھے۔ اور ہم مشرکین کی جانب سے سخت اذیتیں اٹھا رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ ہمارے لیے اللہ سے دعا نہیں کرتے؟! آپ ﷺ اٹھ بیٹھے اور آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لَقَدْ كَانَ مَنْ قَبْلَكُمْ لَيُمْشَطُ بِمِشْطِ الْحَدِيدِ مَا دُونَ عِظَامِهِ مِنْ لَحْمٍ أَوْ عَصَبٍ؛ مَا يَصْرِفُهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ، وَيُوضَعُ الْمِنْشَارُ عَلَى مَفْرِقِ رَأْسِهِ فَيُشَقُّ بِاثْنَيْنِ؛ مَا يَصْرِفُهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ، وَلَيُتِمَّنَّ اللَّهُ هَذَا الْأَمْرَ حَتَّى يَسِيرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلَى حَضْرَمَوْتَ؛ مَا يَخَافُ إِلَّا اللَّهَ وَالذِّئْبَ عَلَى غَنَمِهِ "تم سے پہلے لوگوں میں سے کسی شخص کو لایا جاتا، اور لوہے کی کنگھیوں سے اس کے گوشت اور پٹھوں کو ہڈیوں سے نوچ لیا جاتا، مگر یہ ظلم بھی اسے اس کے دین سے نہیں پھیر سکتا تھا۔ اور کسی کے سر کے بیچ میں آرا رکھ کر اسے چیر کر دو حصوں میں بانٹ دیا جاتا، مگر یہ تکلیف بھی اسے اس کے دین سے برگشتہ نہیں کر سکتی تھی۔ اللہ اس دین کو ضرور کمال تک پہنچائے گا، یہاں تک کہ ایک سوار صنعاء سے حضرموت تک سفر کرے گا اور اسے اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہ ہوگا، یا صرف بھیڑیئے کا خوف ہوگا کہ کہیں اس کی بکریوں کو نہ کھا جائے۔"

اور یہ ہمارے پیارے نبی ﷺ ہیں جو سختیوں کے زمانے میں حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کو ان کے اسلام لانے سے قبل، اس دین کے عظیم الشان مستقبل کی بشارت دے رہے ہیں۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: أَمَا إِنِّي أَعْلَمُ مَا الَّذِي يَمْنَعُكَ مِنَ الْإِسْلَامِ، تَقُولُ: إِنَّمَا اتَّبَعَهُ ضَعَفَةُ النَّاسِ وَمَن لَّا قُوَّةَ لَهُ؛ وَقَدْ رَمَتْهُمُ الْعَرَبُ، أَتَعْرِفُ الْحِيرَةَ؟ "سنو! میں جانتا ہوں کہ کون سی چیز تمہیں

اسلام قبول کرنے سے روک رہی ہے۔ تم سوچتے ہو کہ اس دین کی پیروی تو صرف کمزور اور بے زور لوگوں نے کی ہے، اور عربوں نے انہیں نشانہ بنا رکھا ہے۔ کیا تم حیرہ (شہر) کو جانتے ہو؟" میں نے عرض کیا: میں نے اسے دیکھا تو نہیں، البتہ اس کا نام سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ؛ لَيُتِمَّنَّ اللَّهُ هَذَا الْأَمْرَ حَتَّى تَخْرُجَ الظَّعِينَةُ مِنَ الْحِيرَةِ حَتَّى تَطُوفَ بِالْبَيْتِ فِي غَيْرِ جِوَارِ أَحَدٍ، وَلَيُفْتَحَنَّ كُنُوزُ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اللہ اس کام (دین) کو ضرور مکمل فرمائے گا، یہاں تک کہ ایک اکیلی عورت حیرہ سے سفر کر کے آئے گی اور کسی کی پناہ کے بغیر بیت اللہ کا طواف کرے گی۔ اور کسریٰ بن ہرمز کے خزانے ضرور فتح کیے جائیں گے۔" میں نے حیرت سے پوچھا: کسریٰ بن ہرمز کے (خزانے)؟! آپ ﷺ نے فرمایا: نَعَمْ؛ كِسْرَى بْنُ هُرْمُزَ، وَلَيُبْذَلَنَّ الْمَالُ؛ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ "ہاں! کسریٰ بن ہرمز کے، اور مال اس قدر بانٹا جائے گا کہ کوئی اسے قبول کرنے والا نہ ملے گا۔" حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (پھر ایسا ہی ہوا کہ) وہ عورت حیرہ سے نکلتی ہے اور کسی کی پناہ کے بغیر بیت اللہ کا طواف کرتی ہے، اور میں خود ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کیے۔ اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تیسری بات بھی ضرور پوری ہو کر رہے گی، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی پیش گوئی فرمائی ہے۔ [اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا اور شعیب الارنؤوط نے اسے صحیح قرار دیا ہے]۔

اے اللہ کے بندو! بڑے اور ہلا دینے والے حالات میں، جب مصیبت شدت اختیار کر لیتی ہے، اور کیفیت ویسی ہو جاتی ہے جیسی غزوہ خندق کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کی بیان فرمائی ہے: {إِذْ جَاءُوكُمْ مِنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونَا (10) هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا} [الأحزاب: 10، 11] "جب وہ تمہارے پاس تمہارے اوپر سے اور تمہارے نیچے سے آ گئے، اور جب آنکھیں پتھرا گئیں اور دل حلق تک آ گئے، اور تم اللہ کے بارے میں طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔ اس

وقت مومنوں کو آزمایا گیا اور وہ بڑی شدت سے جھنجھوڑے گئے۔" ان سخت حالات میں بھی نبی کریم ﷺ نے غیب کا علم رکھنے والے اللہ پر بھروسہ کیا، جنگ کی ظاہری تیاری کی، اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے صحابہ کے دلوں میں امید اور حوصلہ پیدا کیا۔ سچے مسلمانوں کا یہی طریقہ ہوتا ہے، وہ دکھ کو خوشخبری میں، مایوسی کو امید میں، تنگی کو وسعت میں اور مشکلوں کو اللہ کے انعام میں بدل دیتے ہیں۔ اسی مثبت سوچ کی وجہ سے، تمام تر سختیوں اور پریشانیوں کے باوجود زندگی خوبصورت لگنے لگتی ہے! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: {وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِمَّا يَمْكُرُونَ} [النحل: 127]

"اور صبر کیجیے اور آپ کا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے۔ اور ان (منکرین) پر غم نہ کریں، اور ان کی مکارانہ سازشوں سے تنگی محسوس نہ کریں۔"

اللہ تعالیٰ میرے اور آپ کے لیے قرآنِ عظیم میں برکت عطا فرمائے، اور مجھے اور آپ کو اس کی آیات اور حکمت بھری نصیحتوں سے نفع پہنچائے۔ میں اپنی یہ بات کہتا ہوں اور اپنے اور آپ سب کے لیے اللہ تعالی سے مغفرت طلب کرتا ہوں، لہذا آپ بھی اس سے مغفرت طلب کریں، بے شک وہ بڑا بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے۔

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اپنی بلندیوں میں بزرگ و برتر ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے نبی محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے برگزیدہ رسول ہیں۔ اللہ کی رحمتیں اور سلامتیاں ہوں ان پر، ان کی آل پر، ان کے صحابہ پر اور ان سے محبت و عقیدت رکھنے والوں پر۔

حمد و ثنا کے بعد: اے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور ان کاموں کے ذریعے اس کا قرب حاصل کرو جنہیں وہ پسند کرتا ہے اور جن سے وہ راضی ہوتا ہے۔ اللہ کے نزدیک اس کی اطاعت بجالانے اور اس کے بندوں کے ساتھ احسان و بھلائی کرنے سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان دونوں باتوں پر قائم رہنے والے کو ہرگز

تنہا اور سوا نہیں چھوڑے گا؛ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: {وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ (40) الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ} [الحج: 40، 41] "اور اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا جو اس (کے دین) کی مدد کرے گا۔ بے شک اللہ بڑی قوت والا، زبردست ہے۔ (یہ وہ لوگ ہیں) کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ ادا کریں گے، نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے۔ اور تمام کاموں کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔"

اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ابْغُونِي ضُعَفَاءَكُمْ؛ فَإِنَّكُمْ إِنَّمَا تُرْزَقُونَ وَتُنْصَرُونَ بِضُعَفَائِكُمْ "اپنے کمزوروں کا خیال رکھو؛ کیونکہ تمہیں تمہارے کمزوروں ہی کی بدولت رزق دیا جاتا ہے اور تمہاری مدد کی جاتی ہے۔" [اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے اور شعیب الارنؤوط نے اسے صحیح قرار دیا ہے]۔

میرے دینی بھائیو! امت کے حالات کے بارے میں مایوسی پر مبنی گفتگو مسلمانوں کی ہمت توڑتی ہے اور انہیں رنج و ناامیدی میں مبتلا کر دیتی ہے۔ لہٰذا کمزوری اور بزدلی کے الفاظ دہرانے یا بدگمانی پھیلانے سے بچیں۔ اللہ کے ساتھ برا گمان نہ رکھیں، اور خبردار! ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جن کی اللہ تعالیٰ نے مذمت کی اور فرمایا: {بَلْ ظَنَنْتُمْ أَنْ لَنْ يَنْقَلِبَ الرَّسُولُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَى أَهْلِيهِمْ أَبَدًا وَزُيِّنَ ذَلِكَ فِي قُلُوبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ وَكُنْتُمْ قَوْمًا بُورًا} [الفتح: 12] "بلکہ تم نے تو یہ گمان کر لیا تھا کہ رسول اور مومنین اپنے گھر والوں کی طرف کبھی لوٹ کر نہیں آئیں گے، اور یہی بات تمہارے دلوں میں خوشنما بنا دی گئی تھی، اور تم نے بہت برا گمان کیا، اور تم ہلاک ہونے والے لوگ تھے۔ "لفظ "بُورًا": بَائِر کی جمع ہے، جس کا مطلب ہے ہلاک ہونے والا، مایوس اور شکست خوردہ انسان۔

اور صحیح مسلم کی روایت ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِذَا قَالَ الرَّجُلُ: هَلَكَ النَّاسُ؛ فَهُوَ أَهْلَكُهُمْ "جب کوئی شخص یہ کہے کہ لوگ ہلاک وبرباد ہوگئے، تووہ ان میں سب سے زیادہ ہلاک وبرباد ہونے والا ہے۔" دوسری روایت میں: فهو أهلَكَهُم ہے یعنی وہ انہیں ہلاک اور برباد کرنے والا ہے۔

اے اللہ! ایمان کو ہمارے لیے محبوب بنادے اور اسے ہمارے دلوں میں مزین کردے، اور کفر، نافرمانی اور گناہ کو ہمارے لیے ناپسندیدہ بنادے، اور ہمیں ہدایت یافتہ لوگوں میں شامل فرما۔ اے اللہ! اسلام اور مسلمانوں کو غلبہ وعزت عطا فرما، اور شرک اور مشرکین کو ذلیل ورسوا کر۔ اے اللہ! تمام مسلمان مردوں اور عورتوں، اور مومن مردوں اور عورتوں کی مغفرت فرما، ان میں سے جو زندہ ہیں اور جو وفات پاچکے ہیں سب کو بخش دے۔

اے اللہ! کویت اور اس کے باشندوں کو ہر شر اور ناپسندیدہ بات سے محفوظ رکھ، اور اس ملک کو اور تمام اسلامی ممالک کو امن واطمینان کا گہوارہ بنادے۔ اے اللہ! سرحدوں کے محافظ ہمارے بھائیوں، سیکیورٹی فورسز، دفاعی اداروں، نیشنل گارڈز، فائر بریگیڈ اور ملک کے امن وامان پر مامور تمام اہلکاروں کی حفاظت فرما، اور انہیں ثابت قدمی عطا فرما۔

اے اللہ! ہمارے امیر اور ان کے ولی عہد کو ان کاموں کی توفیق دے جنہیں تو پسند کرتا ہے اور جن سے تو راضی ہوتا ہے، اور نیکی اور تقویٰ کے لیے ان کی رہنمائی فرما۔ اور ہماری آخری پکار یہی ہے کہ تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں۔

خطبات جمعہ تیار کرنے والی کمیٹی